مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی

# شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

## نام و نسب و ولادت

آپ کا نام رفیع الدین ہے۔ اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ رفیع الدین بن احمد (المعروف شاہ ولی اللہ) بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی الخ آپ کا سلسلۂ نسب اکتیس واسطوں سے امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ تک پہنچتا ہے جیسا کہ امام ولی اللہؒ المتوفی ۱۱۷۶ھ فرماتے ہیں " سلسلہ نسب ایں فقیر بامیرالمومنین عمر بن الخطاب می رسد" (الامداد فی ماثر الاجداد)۔ اور شاہ صاحبؒ کا سلسلہ نسب والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے تو اس لحاظ سے آپ نسلاً" عربی اور نسباً" فاروقی ہیں۔

عموماً" خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کا خاندان سید (سادات) ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے اس خاندان کے افراد کے اسماء کے شروع میں جو "شاہ" لکھا جاتا ہے تو یہ ہمارے برصغیر کی اصطلاح ہے کہ جو بھی فاروقی النسب ہو اس کے نام کے شروع میں شاہ لکھتے ہیں جیسے شاہ رفیع الدینؒ شاہ ولی اللہؒ شاہ عبدالعزیزؒ شاہ اشرف علی تھانویؒ وغیرہ اور جو سید ہو اس کے نام کے آخر میں شاہ لکھتے ہیں اور شروع نام میں سید لکھتے ہیں جیسے علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ وغیرہ

آپ امام ولی اللہؒ کی دوسری بیوی سے دوسرے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت باسعادت دہلی میں ۱۱۶۳ھ میں ہوئی۔ امام ولی اللہ کی پہلی بیوی میں سے ایک صاحبزادہ محمد تھا جس کے نام کے ساتھ شاہ ولی اللہؒ اپنی کنیت ابو محمد لکھتے تھے

## تعلیم و تربیت و تدریس

آپ نے تعلیم و تربیت اپنے والد امام ولی اللہؒ اور اپنے بڑے بھائی سراج الہند شاہ عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۲۳۹ھ سے حاصل کی۔ شاہ رفیع الدین اپنی مایہ ناز کتاب "دمغ الباطل" ص ۹۸ میں اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ میں نے علوم عقلیہ و نقلیہ و ادبیہ کی تعلیم اپنے برادر کلاں شیخ عبدالعزیزؒ سے حاصل کی۔ شاہ رفیع الدینؒ اور ان کے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادرؒ المتوفی ۱۲۳۰ھ دونوں نے تعلیم و تربیت اور فیض اپنے بڑے بھائی سے حاصل کیا۔ شاہ رفیع الدینؒ بیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے تھے یہ دونوں بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کے بہترین معاون بھی ثابت ہوئے عقلی مسائل کے لیے جس قدر تحقیقات کی ضرورت ہوتی تھی شاہ رفیع الدینؒ اسے پورا کرتے تھے اور کشفی مسائل میں شاہ عبدالقادرؒ کو خصوصیت سے امتیاز حاصل تھا نقلی علوم کی تعلیم کے لیے شاہ

عبدالعزیزؒ مسلم امام تھے۔ گویا " عقل و نقل اور کشف کی جامع سوسائٹی (Society) بنانے میں ان حضرات کی کوششیں بہت ہی گرانقدر تھیں " (مولانا سندھیؒ)

آپ برابر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے آپ علوم قرآن و حدیث پڑھاتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ تصوف و سلوک کی تعلیم و تلقین بھی فرماتے تھے بوقت ضرورت فتاویٰ بھی تحریر فرماتے تھے بعض مسائل میں آپ کی تحقیقات نہایت ہی قیمتی اور بصیرت افروز ہیں۔ اور آپ بہت مختصر الفاظ میں بڑے بڑے مطالب بیان کردیتے تھے یہ آپ کا خاص کمال تھا۔ آپ کے بے شمار تلامذہ ہیں۔ سرسید احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

## اخلاق و عادات

شاہ صاحبؒ کو پروردگار نے نہایت ہی بردبار ، منکسر المزاج ، سیر چشم ، فیاض ، نکتہ شناس ، حکیم ، مستغنی المزاج ، متوکل علی اللہ ، متقی ، ملنسار ، خوش اخلاق ، ستودہ صفات ، پاکیزہ اطوار اور مومنانہ کردار کا حامل بنایا تھا۔ آپ بیک وقت مفسر ، محدث ، فقیہ اور جملہ علوم و فنون میں کمال رکھتے تھے۔ صاحب الیانع الجنی شیخ محدث محسنؒ نے ان الفاظ میں آپکی تعریف کی ہے " الشیخ المحدث ، المتقن ، المحقق رفیع الدین دہلویؒ۔ اور اسی طرح آپ کے فہم کی بھی بہت تعریف کی ہے آپ علماء راسخین میں سے تھے اور آپ کا علم نہایت ہی ٹھوس تھا۔ آپ فرید الدہرؒ وحید عصر ، صاحب علم و حلم ، عمل و تقویٰ ، فہم و ذکاء ، امامت و مراتب اور صاحب ولایت تھے۔ شاہ صاحبؒ نے اخذ طریقت شیخ محمد عاشق پھلتیؒ سے کیا۔ شاہ صاحبؒ عربی کے بہت اچھے شاعر بھی تھے۔

"صاحب ارواح ثلثہ " ایک جگہ لکھتے ہیں کہ امیر شاہ خان مرحوم نے فرمایا کہ چار شخص شاہ ولی اللہ کے خاندان میں بہت سخی تھے ، ایک شاہ رفیع الدینؒ ان کی نسبت سید احمد خان نے لکھا ہے کہ ان کا کیسہء زر ہمیشہ خالی رہتا تھا۔ یہ مکان سے باہر چبوترے پر بیٹھتے تھے اور اس پر فرش نہ ہوتا تھا بلکہ صرف چٹائی ہوتی تھی اور کبھی چٹائی بھی دے دیتے تھے اور خالی زمین پر بیٹھتے تھے۔ سارے محلے کی عورتوں کا کام کیا کرتے تھے۔ میرے استاذ میاں جی مُدی فرماتے تھے کہ ایک روز شاہ صاحبؒ عورتوں کا سودا خریدنے گئے چونکہ سودے مختلف اور متعدد تھے اس لئے اول انہوں نے سودے رومال میں باندھے جب رومال میں گنجائش نہ رہی تو کرتے میں رکھے جب اس میں بھی گنجائش نہ رہی اور ایک سودا باقی رہ گیا تو اسے ٹوپی میں لے لیا۔ میں نے عرض کیا حضرت دال مجھے دیدیجئے اور ٹوپی خالی کرکے اوڑھ لیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں مسلمان کی ہر چیز کام میں آنی چاہئے (ارواح ثلثہ طبع جدید ص ۴۰ و ۴۱ )

## اولاد

شاہ صاحبؒ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی ، لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ شاہ مخصوص اللہ

المتوفی ۱۲۷۳ھ شاہ عیسیٰ جن کی شادی شاہ عبدالعزیزؒ کی صاحبزادی سے ہوئی' شاہ محمد موسیٰ اور شاہ حسن جان ۔ اور لڑکی امتہ اللہ یا امتہ الغفار بی زوجہ نجم الدین سونی پتی تھیں۔ یہ بہت ہی زاہدہ و عابدہ تھی صحاح ستہ پڑھی ہوئی تھیں(آثار الصنادید ص ۲۶۸ )

## مصائب و تکالیف

شاہ صاحبؒ کا زمانہ سیاسی اعتبار سے نہایت ہی پر آشوب تھا مغلوں کی حکومت دم توڑ رہی تھی اور انگریز پورے برصغیر پر قبضہ جمارہے تھے' نجف علی خان جو کہ متعصب قسم کا شیعہ اور مغل حکومت میں منصب دار تھا اور دہلی پر اسی کا تسلط تھا۔ اس نے شاہ رفیع الدینؒ اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کو انگریز دشمنی کی بناء پر تمام اہل و عیال سمیت دہلی سے نکل جانے کا حکم صادر کیا۔ اور دونوں بھائیوں کو خصوصی طور پر حکم دیا گیا کہ دونوں بھائی پیدل اور ننگے پاؤں سفر کریں۔ دہلی سے جونپور تک کا طویل سفر دونوں بھائیوں نے نہایت گرمی اور چلچلاتی دھوپ میں بڑی ہمت اور جوانمردی سے طے کیا (اسی سفر کی مصیبت و تکلیف کی وجہ سے شاہ عبدالعزیزؒ کی بینائی بھی ختم ہو گئی) اور وہاں جلا وطنی کی زندگی گزار کر جب واپس دہلی آئے تو انگریز شہر پر قبضہ جماچکے تھے عملاً" ریذیڈنٹ (Resident) کی حکومت تھی۔ مغل بادشاہ تقریبا" اثر و اقتدار سے محروم ہوچکے تھے اور چاپلوسی کو انہوں نے اپنا شعار بنا لیا تھا اور اسی اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھنے لگے تھے

## مسلک

شاہ صاحبؒ خالص حنفی المسلک تھے اور اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ کہ شیخ محدث محسنؒ نے الیانع الجنی میں ذکر فرمایا ہے کہ " ان کے والد اور پورا خاندان مسلکا" حنفی تھا۔ اسی طرح شاہ رفیع الدینؒ کے والد امام ولی اللہ کا مشہور قول ہے۔**ان فی المذہب الحنفی طریقہ انیقتہ ہی اوفق بالسنتہ المعروفتہ التی جمعت و نقحت فی زمان البخاری واصحابہ** (فیوض الحرمین ص ۱۳۶) بے شک مذہب حنفی میں ایک ایسا عمدہ طریقہ ہے جو سب سے زیادہ موافق ہے سنت مشہورہ کے وہ سنت جس کو امام بخاریؒ اور ان کے ساتھیوں کے زمانہ میں منقح اور جمع کیا گیا

## تصانیف

شاہ صاحبؒ کی متعدد علمی و تحقیقی تصانیف ہیں جن کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ قران کریم۔ یہ ترجمہ اردو زبان میں سب سے پہلا تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ لفظی تراجم میں نہایت عمدہ اور بہترین ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق "حیاۃ ولی" کے مصنف نے لکھا ہے "قرآن کریم کا لفظی ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے جو دریائے جمنا سے لے کر فرات تک نہایت مقبولیت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ اور عوام اس سے مستفید ہورہی ہے

۲۔ دمغ الباطل۔ یہ کتاب علم الحقائق پر مشتمل ہے کیونکہ شاہ رفیع الدینؒ کو علم الحقائق پر کافی

دسترس تھی اس لیے انہوں نے اس کتاب میں اس مسئلہ پر بڑی بسط سے کلام کیا ہے۔ یہ کتاب قلمی تھی اور نایاب تھی اسے حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ العالی نے جنہیں فلسفہ ولی اللہی کے ساتھ خاص مناسبت محبت اور شغف ہے، حاصل کر کے بڑی محنت و کاوش، عرق ریزی اور لگن کے ساتھ پانچ سال کے طویل عرصے میں اس کی تصحیح کی اور اس پر ایک مفصل مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے اس کتاب کو ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی ہے

۳۔ اسرار المحبتہ۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس میں امام شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کاذکر کیا گیا ہے یہ کتاب بھی نایاب تھی اسے پہلی مرتبہ حضرت صوفی صاحب کی تصحیح اور مقدمہ سمیت ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا ہے

۴۔ تکمیل الاذھان۔ اس کتاب میں بھی فلسفہ ولی اللہی کی تشریح و توضیح ہے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ المتوفی ۱۳۶۳ھ نے اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے فرمایا کہ ”ایسی جامع کتاب اس سے قبل نہیں لکھی گئی“ یہ کتاب بھی نایاب تھی۔ حضرت صوفی صاحب کی تصحیح اور مقدمہ مفیدہ کے ساتھ ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے اسے بھی اپنی روایتی مشن (تبلیغ اور اکابر و اسلاف کی کتب کی اشاعت) کے تحت شائع کیا ہے۔

۵۔ تفسیر آیت نور۔ اس رسالہ میں آیت نور کی تفسیر میں گذشتہ حکماء نے جو کچھ بیان کیا ہے ان کے اقوال و آراء کو جمع کیا گیا ہے یہ رسالہ بھی نایاب تھا اس رسالہ کو بھی حضرت صوفی صاحب کی تصحیح اور مقدمہ کے ساتھ ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے

۶۔ علامات قیامت۔ یہ رسالہ فارسی میں ہے اس میں قیامت اور آخرت کے حالات اور کوائف احادیث مبارکہ سے بیان کئے گئے ہیں نہایت عبرت آموز اور نصیحت افزاء ہے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے شاہ صاحبؒ کا یہی ایک رسالہ ہے جس سے عوام بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں باقی جملہ کتابیں ایسی ہیں جن سے خواص (علماء) ہی فائدہ اٹھاسکتے ہیں

۷۔ مجموعہ رسائل حصہ اول۔ اس مجموعہ کے اندر شاہ صاحبؒ کے دس رسالوں کو جمع کیا گیا ہے اس مجموعہ کی تصحیح اور اس پر ایک بسیط مقدمہ حضرت صوفی صاحب نے لکھا ہے اور بیشتر مقامات پر قارئین کرام کی سہولت کے لیے حواشی سے بھی مزین کیا ہے اس مجموعہ کو بھی ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے ان دس رسالوں کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے

رسالہ فوائد نماز۔ یہ رسالہ فارسی میں ہے مختصر اور نہایت عجیب و غریب ہے اس میں نماز کی حقیقت اور مخلوقات کے مختلف طبقات کی نمازوں کا الگ الگ بیان ہے۔ سالکان طریقت اور واصلان حقیقت کی آگاہی کے لیے لکھا گیا ہے

رسالہ اذان نماز۔ یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں ہے اس میں شاہ صاحبؒ نے اذان کے کلمات کے تکرار کی حکمت بیان فرمائی ہے اور کلمات اذان کی تشریح بھی نہایت احسن طریقہ پر بیان فرمائی ہے۔

رسالہ حملتہ العرش۔ فارسی میں ہے انسانی فکر میں بہت ہی بلندی پیدا کرتا ہے اس میں حملتہ العرش کی تحقیق ہے انتہائی ادق' احسن اور مختصر ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اس کا کچھ اہم حصہ اپنی تفسیر عزیزی میں بھی نقل کردیا ہے۔

رسالہ شرح رباعیات۔ یہ فارسی میں ایک مختصر سا رسالہ ہے اس میں فارسی زبان کی دو رباعیات ہیں جن میں انسانی حقیقت اور انسان کا تعلق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب کا بیان کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب نے ان رباعیوں کی شرح لکھی ہے جو نہایت غامض اور علم حقائق سے متعلق ہے

رسالہ بیعت۔ فارسی زبان میں ہے اس میں بیعت کی مشروعیت اس کی ضرورت' فوائد اور اس کی چار قسمیں اور ان کی وضاحت بیان فرمائی ہے۔

رسالہ شرح چہل کاف۔ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے چہل کاف جو ایک مشہور دعا ہے (جس میں چالیس کاف آتے ہیں) اور بہت سے بزرگوں کے معمولات میں سے ہے۔ یہ شعروں میں ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ المتوفی ۵۶۱ھ کی طرف منسوب ہے اس رسالہ میں اس کی شرح اور طریقہ خواندگی تحریر فرمایا ہے

رسالہ شرح برہان العاشقین یا حل معما۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے حضرت خواجہ بندہ غریب نواز گیسو درازؒ المتوفی ۸۲۵ھ کے مختصر رسالہ برھان العاشقین کی شرح ہے جس میں خواجہ صاحب نے انسان کی ترقی کے تمام امکانی مدارج ادنیٰ درجہ سے انتہائی اعلیٰ مراتب تک ایک قصہ اور چیستان یا رمز و اشارہ کی زبان میں بیان کئے ہیں اس کی شرح شاہ رفیع الدینؒ نے اپنے ذوق کے مطابق کی ہے۔

رسالہ نذور بزرگان۔ فارسی زبان میں ہے اس میں اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ بعض لوگ بزرگوں کے مزارات پر نذرانے لے کر جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ اور اس کی متعدد صورتوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔

رسالہ جوابات سوالات اثناعشر۔ یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں ہے اس میں بارہ سوالات کے جوابات ہیں جن میں سے بعض سوالات فقہی اور بعض علم کلام سے متعلق ہیں۔ شاہ صاحب نے اختصار کے ساتھ ان کی بہت اچھی تحقیق کی ہے۔

فتاویٰ شاہ رفیع الدینؒ۔ یہ بھی فارسی زبان میں ہے اور مختلف اعتقادی اور چند اصولی و فرعی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اصحاب فتاویٰ کے لیے مفید اور معلومات افزاء ہے۔

۱۸۔ مجموعہ رسائل حصہ دوم۔ مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدین حصہ اول کے دس مندرجہ بالا

مذکورہ رسالوں کے علاوہ بہت سے نایاب قلمی رسالے دارلعلوم دیوبند کے کتب خانے سے ملے ہیں جن پر حضرت صوفی صاحب مجموعہ رسائل حصہ اول کی طرح تصحیح مقدمہ اور حواشی لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس مجموعہ رسائل حصہ دوئم کو بھی ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ شائع کریگا انشاء اللہ تعالیٰ

۱۹۔ رسالہ فی علم العروض۔ یہ رسالہ پہلے طبع ہوچکا ہے اس کا تذکرہ صاحب حدائق الحنفیہ مولوی فقیر محمد جہلمیؒ المتوفی ۱۳۳۴ھ نے کیا ہے

۲۰۔ رسالہ مقدمتہ العلم (عربی)۔ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے یہ رسالہ الگ کتابی صورت میں نہیں مل سکا اور نہ ہی کوئی قلمی نسخہ دستیاب ہوسکا افادیت کے پیش نظر اسے تکمیل الاذھان کے ساتھ منسلک کرکے طبع کرایا گیا ہے یہ رسالہ مکمل طور پر نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب ابجد العلوم مطبوعہ صدیقیہ بھوپال ۱۲۹۵ھ میں نقل کیا ہے

۲۱۔ رسالہ فی التاریخ۔ یہ نایاب ہے۔

۲۲۔ رسالہ فی اثبات شق القمر و ابطال البراہین الحکمیتہ۔ یہ لکھنؤ سے غالباً پہلے طبع ہو چکا ہے اب نایاب ہے۔ اس رسالہ کا تذکرہ صاحب حدائق الحنفیہ نے اور مولانا نظام الدین کیرانویؒ نے حاشیہ میزان العقائد ص۲۶ پر کیا ہے۔

۲۳۔ رسالہ فی الحجاب۔ یہ نایاب ہے۔

۲۴۔ رسالہ فی تحقیق الالوان۔ اس رسالہ میں مردوں کے لیے رنگوں کے جائز و ناجائز ہونے کے متعلق تفصیلات ہیں۔

۲۵۔ رسالہ فی برہان التمانع۔ یہ نایاب ہے۔

۲۶۔ رسالہ فی عقد الانامل۔ یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔

۲۷۔ رسالہ سمت قبلہ۔ یہ رسالہ نایاب ہے۔

۲۸۔ حاشیہ علی میرزاہد' رسالہ فی بحث العلم۔

۲۹۔ تکمیل الصناعتہ۔ اگر اس سے مراد تکمیل الاذھان ہے تو وہ طبع ہوچکی ہے ورنہ نایاب ہے۔

۳۰۔ قصیدہ عینیہ فی رد قصیدہ الشیخ ابن سینا۔ یہ اسرار المحبتہ کے ساتھ شائع ہوچکا ہے۔

۳۱۔ رسالہ تعدیلات المحتہ المتحیرۃ۔ یہ نایاب ہے۔

۳۲۔ تخمیس علی بعض القصائد لوالدہؒ فی تحقیق مسئلتہ وحدۃ الوجود۔ یہ بھی اسرار المحبتہ کے ساتھ طبع ہوچکا ہے۔

۳۳۔ قصید فی بیان معراج النبیؐ یہ بھی اسرار المحبتہ کے ساتھ طبع ہوچکا ہے۔

۳۴۔ راہ نجات اردو۔ یہ مطبوعہ ہے۔ اس کا ذکر حدائق الحنفیہ میں موجود ہے۔

۳۵۔ تفسیر سورۃ البقرۃ۔ (تفسیر رفیعی) اس کا ذکر ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اپنے ایک مقالہ میں کیا ہے' جو انہوں نے "اردو ترجموں کی نوعیت اور اہمیت" کے سلسلہ میں انگریزی میں لکھا تھا اور

اس کا اردو ترجمہ " نگار پاکستان " جنوری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا ہے۔
۳۶۔ تنبیہہ الغافلین۔ اس کا ذکر بھی ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اپنے مذکورہ مقالہ میں کیا ہے۔
۳۷۔ الدرالدراری۔ یہ ایک اہم کتاب ہے۔ شاہ صاحب نے " جوابات اثناعشریہ " میں اس کا نام لے کر ذکر کیا ہے اور تطبیق الاراء کے دیباچہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔
۳۸۔ منہیات تکمیل الاذہان۔ یہ نایاب ہے۔
۳۹۔ مخمس۔ یہ رسالہ اسرار المحبتہ کے ساتھ طبع ہوچکا ہے۔
۴۰۔ رسالہ فی آثار القیامتہ۔ اس کا ذکر صاحب حدائق الحنفیہ نے کیا ہے اور یہ نایاب ہے۔
۴۱۔ رسالہ فی المنطق۔ اس کا ذکر بھی صاحب حدائق الحنفیہ نے کیا ہے اور یہ نایاب ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی جملہ کتب دستیاب نہیں ہیں ہوسکتا ہے کہ بہت سی کتب جن کا تذکرہ تذکرہ نگاروں نے کیا ہے حوادثات زمانہ سے ضائع ہوچکی ہوں۔ بہرحال انکی جتنی کتابیں مل سکی ہیں حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے انکی تصحیح فرماکر اور ان پر مقدمات اور حواشی سے مزین کر کے ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ذریعہ طبع کروائی ہیں اور یہ پورے پاکستان میں صرف ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ہی خصوصیت ہے کہ شاہ صاحبؒ کی بیشتر کتابیں یہیں سے شائع ہوئی ہیں **وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

## وفات حسرت آیات

شاہ صاحبؒ کی وفات کی تاریخ میں تذکرہ نگاروں نے اختلاف کیا ہے مولانا فقیر محمد جہلمیؒ نے حدائق الحنفیہ ص ۴۷۰ میں ۱۲۳۸ھ ذکر کی ہے اور مولانا رحمٰن علیؒ نے تذکرہ علماء ہند فارسی ص ۶۶ میں ۱۲۴۹ھ ذکر کی ہے۔ لیکن یہ دونوں تاریخیں غلط معلوم ہوتی ہیں۔ محقق بات یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ کی وفات ۷۰ سال کی عمر میں ۶ شوال ۱۲۳۳ھ میں دہلی میں واقع ہوئی ہے اسی بات کو مولانا نور الحقؒ نے ذکر کیا ہے اور بشیرالدین احمد نے بھی "واقعات دہلی" مطبوعہ ۱۹۱۸ء کے ص۵۸۸ ج۲ پر اسی تاریخ وفات کا ذکر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ کے چاروں صاحبزادگان کی وفات معکوس ترتیب سے ہوئی ہے سب سے پہلے سب سے چھوٹے صاحبزادے شاہ عبدالغنیؒ کی ۱۲۲۸ھ میں پھر ان سے بڑے شاہ عبدالقادرؒ ۱۲۳۰ھ میں پھر ان سے بڑے شاہ رفیع الدینؒ کی ۱۲۳۳ھ میں پھر ان سے بڑے شاہ عبدالعزیزؒ کی ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔ شاہ رفیع الدینؒ کی وفات سے جہاں پورا عالم ایک نامور محقق مدقق عالم سے محروم ہوگیا وہاں ان کے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کا رنجیدہ خاطر ہونا طبعی امر تھا وہ بہت متاثر اور غمگین تھے اس وقت نابینا بھی تھے نیز " جامع ملفوظات" والے نے لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیزؒ نے باوجود نابینا ہونے کے ان کی چارپائی اٹھانے کی کوشش کی' اور انتہائی ضبط کی کوشش کے باوجود بار بار بلبلا اٹھتا اور فرماتا کہ " چہ گویم من طاقتے ندارم" (تذکرہ شاہ ولی اللہ از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)